

سلسلة تقارير المقرّر

سورہ بقرہ

ڈاکٹر اسرا راحمد

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْقَدْرُ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَبَّ لَهُۚ هُدًى لِلْمُشْتَقِّينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْثَيْرِ وَيُقْيِمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يَنْفَعُونَ ۝ وَالَّذِينَ دُونُونَ يَمْنَوْنَ
أَنْزَلَ اللَّهُكَ دَمَّا أَنْزَلَ مِنْ قِبْلَكَ ۝ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقْنَوْنَ ۝

قرآن حکیم کی جن ۷۹ سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے ان میں سے اب صرف دو کا ذکر باقی ہے۔ اور وہ ہیں سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران جو مصحف میں سورہ فاتحہ کے فرما بعد واقع ہوئی ہیں، جن کا آغاز ہوتا ہے حروف مقطعات "آلہم" سے۔ ان کے باوجود میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پڑائی پہلے نعل کی جا چکی ہے کہ یہ حروف قائم مقام میں اس جملے کے کہ "اَنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ" (میں اللہ سب سے بڑھکر جاننے والا ہوں) واللہ اعلم! ان دونوں سورتوں کے ما بین معنوی اعتبار سے بھی اور ظاہری اعتبار سے بھی طبعی گھری مشاہدہ تھیں میں اور نہایت گھرا لیط ہے۔ بھی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان دونوں کو ایک نام دیا ہے "الصَّرَادِينَ" دو انتہائی روشن اور تباہاں ک سورتیں، اور اپنے نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ان سوروں کو پڑھیں گے اور ان سے محبت رکھیں گے، میدان حشر میں یہ سورتیں دو بیرونی کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور اپنے ان چاہنے والوں پر سایہ کریں گے سورہ لہر و قرآن حکیم کی عظیم ترین سورہ ہے اسکا ایک ظاہری پہلو ہے یعنی کہ جنم کے اعتبار سے سب سے بڑھی سورہ ہے جو مصحف کے تقریباً ڈھانپی پاروں پر بھیط ہے ۲۸۶ آیات اور ۴۰ کوئوں پر مشتمل ہے اور ایک اس کی عظمت کا معنوی پہلو ہے جس کی طرف اشارہ فرمایا بھی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس قول مبارک میں۔ بلکہ شیئی سیاست و سیاست القرآن سورہ المیراث

یعنی ہر چیز کی ایک چوٹی سوتی ہے ہر چیز کا ایک نقطہ عروج اور نقطہ کمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی پچھلی (CLIMAX) یعنی اس کا نقطہ عروج سورہ بقرہ ہے، مفہومین کے اعتبار سے اس سرہ مبارک کو سورۃ الافتین قرار دیا جاسکتا ہے۔ یعنی دو امتوں کی سورہ۔ ایسے کہ اس کے تقریباً دو صافی سچتے قواری یعنی جا سکتے ہیں پہلے حصتے میں اکثر دیشتر خطاب کارخ یا روزئے سخن سالیفراست مسلم یعنی بنی اسرائیل کی جانب ہے اور درسرے حصتے میں خطاب ہے براہ راست امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بھیتیت امت مسلم۔ یہ بات واضح رہی چاہیے کہ بنی اسرائیل سابقۃ امت مسلم ہے، اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا انعام و اکام کیا۔ رسالت کا سلسلہ ان میں چاری رہا، شریعت ان کو عطا ہوئی، نورۃ، زبور اور بخیل جیسی کتابیں ان کو عطا فرمائی گیں۔ تقریباً ۷ ہزار برس میں کہ امت روئے ارضی پر اللہ کی نمائندہ امت رہی۔ اس کی شریعت وہیت کی حامل تھیں اپنے اخلاقی، علمی اور استفادی زوال کے باعث اور ضلال کے سبب سے بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس مقام اور مرتبے سے معزول فرمادیا اور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی بنیاد پر ایک تی امت کی تاسیس فرمائی۔ یہ تی امت دراصل امت محمد ہے، برابر موجودہ امت مسلم ہے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اس امت کو اب اس مقام پر فائز فرمایا گیا جس مقام پر اس سے پہلے بنی اسرائیل فائز تھے، چنانچہ اس سورہ مبارکہ کا پہلا حصہ جو امداد رکوعوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۵۲ آیات ہیں، اس میں خطاب یا تو براہ راست ہے بنی اسرائیل سے چنانچہ دس رکوع جو دریانی ہیں ان میں یہ خطاب براہ راست ہے نام لکیر یعنی اسرائیل اذ کرو لعنتی اللہ تعالیٰ علیکم اور یا روزئے سخن ان کی جانب ہے یعنی بالواسط خطاب ہے چنانچہ ابتدائی چار رکوعوں میں پہلے ۲ میں تین قسم کے انسازوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ لوگ جو قرآن مجید کی بہیت سے کا حق، استفادہ کر رہے تھے، درسرے وہ جو انکار اور کفر پر اپنے گئے تھے اور تیرے وہ تھے جو بین بین تھے زبان سے نظری تھے ایمان کے تحقیقتاً مانتے والے نہیں تھے، تیریز اکردار زیادہ تفصیل کے ساتھ سامنے لایا گیا اس لیے کہ یہ راست آتا ہے منافقین پر بھی اور بیہد پر بھی۔ پھر دو رکوعوں میں قرآن مجید کی اساسی دعوت اور اسکا بنیادی فلسفہ اور اس کی اساسی حکمت بیان ہوئی ہے، جو قرآن مجید میں مختلف سورتوں میں تفصیل کے ساتھ آچکی ہے۔ یہاں ان کا ایک لب لباب اور ایک خلاصہ دے دیا گی تاکہ یہ آئندہ کے مباحثت کے لیے ایک جامع تمہید بن جائے۔

پھر خطاب شروع ہوا جی اسرائیل سے پانچویں رکوع میں خطاب شروع ہوا جی اسرائیل سے
جوی دسوی کے ساتھ اس کو دعوت دی گئی تھی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی۔

بَيْتَنِي إِسْرَائِيلَ أَذْكُرُوا - نَصْبَتِي الَّتِي أَعْمَتْ عَيْنَكُمْ وَأَفْرَأَعْقَدْتِي

أَذْقَتِي بَعْهَدِكُمْ وَإِلَيْأِي فَارْهَبُونِي ۝ وَأَمْنَتْ أَمْمًا أَنْزَلْتُ مَسْدِقَاتِهَا مَعَكُمْ

دَلَّا تَكُونُونَ أَقْلَى كَافِرٍ يَهُهُ وَلَا تَشْرُؤْبًا مَقْتَنِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِلَيْأِي فَاتَّقُونِهِ

”اسے تینی اسرائیل یاد کرو میری دعوت جو میں نے تم پر فرمائی اور پورا کرو میرا عہد ناک

میں پورا کر دن تھا رے عہد کرو اور مجھ سے ڈرو میرے سوا کسی اور سے خوف نہ

کھاؤ اور ایمان لا دو اس پر جو تم نے نازل کیا ہے جو تقدیم کرتے ہوئے آیا ہے اس

کی جو تھا رے پاس ہے اور دیکھنا کہیں تم بھی اس کے سب سے پہلے انکار کرنے

والے نہ بن جانا اور صرف میرا القومی اختیار کر د۔“

یہ ہے اخضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان کی نہایت پر زور دعوت۔ چھٹے
رکوع سے اب بیان شروع ہوتا ہے جسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک مفضل فرمان فرار داد جرم ہے
جو زندگی اسرائیل پر عالم کی لگی کر تھا رے یہ یہ کرتوت ہیں اور تھا ری یہ وہ اخلاقی زوال کی نشانیاں
ہیں، تھا ری یہ اعتقادی گمراہیاں ہیں کہ جنکے سب سے اب تم اسکے اہل نہیں رہے کہ اس منصب
پر تھیں برقرار رکھا جائے جس پر کتم دوہزار برس تک فائز رہے ہو۔ اس کے بعد پذیر صوں سے
لبکر اخبار حنوبی رکوع تک بیجنی چار رکوعوں میں خابہ کعبہ کی تعمیر کا ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا ذکر ہے یہ چار رکوع تعمیل ہیں یعنی جن میں تعمیل قبل کا حکم آیا ہے اور یہ تعمیل قبل علامت
(SYMBOL) ہے اس بات کی کہ اب وہ سابقہ قبیل والی قوم معزول کر دی گئی۔

عن کامرکز بیت المقدس خطاب وہ اس منصب سے معزول کر دیئے گئے اور اب
بیت اللہ کے گرد اس کی بنیاد پر بنی اسماعیل میں سے ایک تھی امت کا آغاز ہو رہا ہے محمد رسول
الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی بنیاد پر اور اب یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اہل توحید کا قبیلہ
رہے گا۔ ان رکوعوں میں وہ غلبہ آیت بھی وارد ہوئی ہے جس میں امت سلمہ کی عرض نہ مانیں
بیان ہوتی۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أَمَّةً وَسَطَّاً لِتَكُونُوا سُلْطَانُهُمْ عَلَى النَّاسِ وَلَكُونُ
الرَّسُولُ عَيْنَكُمْ شَهِيدًا۔

یعنی ہر جیز کی ایک چوتھی ہوتی ہے ہر جیز کا ایک نقطہ عروج اور نقطہ کمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی چوتھی (CLIMAX) یعنی اس کا نقطہ عروج سورہ بقرہ ہے۔ مضافین کے اعتبار سے اس سورہ مبارکہ کو سورۃ الائمه فرا دریا جاسکتا ہے۔ یعنی دو ائمتوں کی سورہ۔ ایسے کہ اس کے تقریباً دو مساوی حصے فرا در یعنی جاسکتے ہیں پہلے حصہ میں اکثر دو شیشہ خطاب کا رخ یا روئے سخن سالیقہ انت مسلم یعنی بنی اسرائیل کی جانب ہے اور دوسرے حصے میں خطاب ہے برابر راست امت محمد علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے سچیتی، امت مسلم۔ یہ بات واضح رہی چاہیے کہ بنی اسرائیل سابقہ امت مسلم ہے، اللہ تعالیٰ نے ان پر طی النعام و اکرام کیا۔ رسالت کا سلسلہ ان میں جاری رہا، شریعت ان کو عطا ہوئی، تورۃ، زبور اور انجیل عیسیٰ کتاب میں ان کو عطا فرمائی گیش۔ تقریباً ۴ ہزار برس ہیک یہ امت روئے ارضی پر اللہ کی نمائندہ امت رہی۔ اس کی شریعت و مہدیت کی حامل تینکن اپنے اخلاقی، علمی اور اعضاوی زوال کے باعث اور انحلال کے سبب سے بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس مقام اور رتبے سے معزول فرمادیا اور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی بنیاد پر ایک تی امت کی تاسیس فرمائی۔ یعنی امت دراصل امت محمد ہے، برابر موجودہ امت مسلم ہے علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور اس امت کو اب اس مقام پر فائز فرمایا گیا جس مقام پر اس سے پہلے بنی اسرائیل فائز تھے، پہنچنے اس سورہ مبارکہ کا پہلا حصہ جو امام اہل کو عوں پڑھلے ہے اور جس میں ۱۵۲ آیات ہیں اس میں خطاب یا تو برابر راست ہے بنی اسرائیل سے چنانچہ دس رکوع ہو درمیانی اس میں یہ خطاب برابر راست ہے نام لکھ کر یعنی اسٹریٹیل اڈ کو وَالْحِقْرَ اَعْصَمُ عَيْنَكُمْ اور یا روئے سخن ان کی جانب ہے یعنی بالواسطہ خطاب ہے چنانچہ ابتدائی چار رکوعوں میں پہلے ۲ میں تین قسم کے انسانوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ لوگ جو فرقہ آن مجید کی ہدایت سے کا حقہ، استغنا وہ کر رہے تھے۔ دوسرے وہ ہو انکار اور کفر سر اڑ گئے تھے اور تیسرا وہ تھے جو بین بین سنتے زبان سے تُرْدِعِی تھے ایمان کے حقیقتاً مانتے والے نہیں تھے۔ تیرمسا کردار زیادہ تفصیل کے ساتھ سامنے لایا گی اس لیے کہ یہ راست آتا ہے منافقین پر بھی اور یہود پر بھی۔ پھر دو رکوعوں میں قرآن مجید کی اساسی دعوت اور اسکا بنیادی فلسفہ اور اس کی اساسی حکمت بیان ہوئی ہے۔ جو قرآن مجید میں مکی سورتوں میں تفصیل کے ساتھ آچکی ہے۔ یہاں ان کا ایک لب لباب اور ایک خلاصہ دے دیا گی تاکہ یہ آئندہ کے مباحثت کے لیے ایک جامع تہیید بن جائے۔

پھر خطاب شروع ہوا بني اسرائیل سے پانچوں کروع میں خطاب شروع ہوا بني اسرائیل سے جری دسرازی کے ساتھ اس کو دعوت دی گئی تھی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی۔

بَيْتِ إِسْرَائِيلَ أَذْكُرُواْ رَعْصَتِ الْأَنْجَى الْعَمَّ عَلَيْكُمْ وَأَقْرَبُواْ يَعْهِدِي

أَذْفَتِ يَعْهِدَ كُمْ وَإِلَيْيَ فَارْبَيْنَ ۝ وَأَمْتَأْنِمَا أَنْزَلْتُ مُحَمَّدًا مَعَكُمْ

وَلَا تَكُونُواْ أَقْلَىٰ كَافِرِيْ بِهِ مَوْلَانَا شَتَّوْنَا بِالْأَنْجَى شَتَّا فَيْلَادُ وَإِلَيْيَ فَاتَّقُونَ ۝

”اسے تھی اسرائیل یاد کرو میری دعوت ہجومی نے تم پر فرمائی اور پورا کرو میرا عہد تاکہ

میں پورا کروں تمہارے عہد کرو اور مجھ سے ڈرو میرے سو اکسی اور سے خوف نہ

کھاؤ اور ایمان لاو اس پر جو ہم نے نازل کیا ہے جو تصدیق کرتے ہوئے آیا ہے اس

کی ہو تمہارے پاس ہے اور دیکھنا کہیں تم بھی اس کے سب سے پہلے انکار کرنے

والے نہ بن جانا اور صرف میر القوی انتیار کرو“

یہ ہے انحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان کی نہایت پرزور دعوت ۔ چھٹے
کروع سے اب بیان شروع ہتا ہے جسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک مفضل فرد فرقہ اور داد ہم ہے
ہجومی اسرائیل پر عالمگیری کرتہ ہے یہ کرتوت ہیں اور تمہاری یہ وہ اخلاقی زوال کی نشانیاں
ہیں، تمہاری یہ اعتقادی لمبایاں ہیں کہ جنکے سب سے اب تم اسکے ہل نہیں رہے کہ اس منصب
پر تھیں برقرار رکھا جائے جس پر کتم دہزار برس تک فائز رہے ہو اس کے بعد پندھویں سے
میکرا اخخار ہوئیں رکوع تک بیغی چار رکوعوں میں خابہ کعبہ کی تعمیر کا ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا ذکر ہے یہ چار رکوع تحریل ہیں یعنی جن میں تحریل قبلہ کا حکم آیا ہے اور یہ تحریل قبلہ علامت
(SYMBOL) ہے اس بات کی کہ اب وہ سابقہ قبلے والی قوم معزول کر دی گئی۔

جن کامرزیت المقدس مخاب وہ اس منصب سے معزول کر دی یہ گئے اور اب
بیت اللہ کے گرد اس کی بنیاد پر بنی اسماعیل میں سے ایک تھی امت کا آغاز ہو رہا ہے محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشش کی بنیاد پر اور اب یہ بیشہ ہمیشہ کے لیے ا ہیں تو حید کا قبل
رہے گا۔ ان رکوعوں میں وہ ظیم آیت بھی وارد ہوئی ہے جس میں امت مسلم کی عرض تاسیس
بیان ہوئی۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْتُكُمْ أَمَّةً وَسَطَاطِنَّكُمْ لَوْلَوْ أَشَهَدَكُمْ عَلَى النَّاسِ وَلَيَكُونُ

الرَّسُولُ عَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۔

صلانو احمد نے تمہیں ایک بہترین امت "امت وسط" اس لیے بنایا ہے کتنم
لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرپر گواہ ہو جائیں؟
یعنی یہ حق کی گواہی دیں تم پر، تو حجید باری تعالیٰ اور اپنی نبوت کی گواہی دیں تم پر اور تم بھی
گواہی دو پوری دنیا کے سامنے۔ یہ جنت قائم کر دیں تم پر اور تم عجت قائم کرو پوری ذرع انسانی
پر۔ اس لیے کہ ہمارے اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبیت درست کا سلسلہ ختم ہو رہا ہے اب
اور کوئی بھی یا رسول آنے والا نہیں، رسولوں اور نبیوں کی ذمہ داریاں اے امت محمد اب عیشیت
مجموعی تھمارے کائدھوں پر آگئی ہیں، رشہادت علی اقاس، خلق خدا پر انعام جنت، خلق خدا کو تو حجید
باری تعالیٰ اور بندگی رب کی دعوت اور صراط مستقیم کی پڑائیت دینا اب تھماری ذمہ داری ہے۔
اس آبیت سے متصلًا قبل اور معاً بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اس کے قبول کا اعلان ہے
اور اس کے ضمن میں بھی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کار بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی دعا ہے:

رَبَّنَا وَإِبْرَاهِيمَ فِيهِمْ رَسُولًا مُنْصَرًا يَتَوَلَّ عَلَيْهِمْ أَيَّاتٍ وَيُعِلِّمُهُمْ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُؤْتِيهِمْ

اطھار ہوں رکوع میں اعلان ہو رکرا سمی دھا گئے ابراہیم کی قبولیت کا ظہور ہے جو
بخشش محمدی کی شکل میں ہوا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

كَمَّا أَرَسْلَنَا فِيهِمْ رَسُولًا مُنْكَمِّلًا عَلَيْهِ كُمْرًا يَتَبَلَّغُهُمْ وَيُعِلِّمُهُمْ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

یہ چار اصلاحات بڑی اہم ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کار انسانی چیزیں
سامنے آتا ہے۔ اللہ کی آیات پر صرکستان لوگوں کا ترکی کرنا انکی اخلاقی اصلاح کرنا اور ان کو کتاب
اور حکمت کی تعلیم دینا یہے انقلاب محمدی کا اساسی منہاج۔

۱۹ دلیں رکوع سے اب شروع ہوتا ہے خطاب امت مسلم سے چنانچہ ایسا ہی میں ان کو سأله
کیا جائے کہ ایک بڑی نازک ذمہ داری تھمارے کائدھوں پر آگئی ہے، یہ ایک بڑا بھاری بوجہ
ہے، یہ بھوؤں کی سیچ نہیں کانٹوں بھر جا ستر ہے لہذا اپنی بات یہ فرمائی گئی۔

يَا يَهَا الَّذِينَ أَمْنُوا أَسْتَعِنُو بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَطَهَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

"اے اہل ایمان نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ صبر